فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۰)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): حدیث : ''ملک الموت کا ایک بار سامنا تلوار کی ہزار ضربوں سے سخت ہے۔'' کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

(جواب): یہ روایت حلیۃ الاولیاء لابی نعیم (۲۰۱/۸) وغیرہ میں آتی ہے۔اس کی تمام کی تمام سندیں ضعیف و غیر ثابت ہیں۔

(سوال): کیا اوپر نظر آنے والا آسمان ہے یا کوئی اور چیز؟

(جواب): جی ہاں، یہی آسمان ہے۔(سورت ق:۶)

(سوال): ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا حسن وسیدنا حسین رضی اللہ عنہما کے متعلق فرمایا: ''آپ لوگوں کے لیے بخیل، بزدل اور جاہل بننے کا سبب بنتے ہو۔'' اس کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

(جواب): یہ روایت سنن ترمذی (۱۹۱۰) وغیرہ میں آتی ہے۔سند ضعیف ہے۔

① محمد بن ابی سوید ثقفی طائفی مجہول الحال ہے۔

② عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کا خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا سے سماع نہیں۔

(سوال): حدیث : ''گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہی ہے، جیسے اس نے گناہ نہ کیا ہو۔'' کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

(جواب): یہ روایت سنن ابن ماجہ (۴۲۵۰) وغیرہ میں آتی ہے۔سند ضعیف ہے۔ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن مسعود کا اپنے والد سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

(سوال): کیا رکوع میں دونوں ٹخنوں کو ملانا جائز ہے؟

(جواب): ثابت نہیں۔ بلکہ پاؤں کے درمیان وجود کے مطابق فاصلہ ہونا چاہیے۔

(سوال): ایک مریض کا گلا پھول گیا ہے، اس کے لیے کوئی دعا؟

(جواب): طبی علاج بھی کرائے اور سورت فاتحہ کے ساتھ دم کرے۔

(سوال): کیا عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں خطبہ دیا جا سکتا ہے؟

(جواب): جی ہاں۔ خطبہ ہر زبان میں دیا جا سکتا ہے۔ اس کا مقصد سامعین کو وعظ ونصیحت کرنا ہے، جو انہی کی زبان میں ممکن ہے۔

(سوال): کیا لوگوں سے روز قیامت ولایت علی کے متعلق پوچھا جائے گا؟

(جواب): اس معنی کی روایت جھوٹی اور بے بنیاد ہے۔

(سوال): ﴿إِلَّا الْمُوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾ سے کیا مراد ہے؟

(جواب): اس کی صحیح تفسیر یہ ہے کہ اے نبی! اپنے رشتہ داروں سے فرما دیجئے کہ اس دعوت دین پر مجھے تم سے کچھ نہیں چاہیے، صرف یہ ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور اس کے بعد صرف ایک کام ہے، وہ یہ کہ میرے ساتھ محبت کرو، کہ میری رشتہ داری کا یہی تقاضا ہے، تمہاری طرف سے میری یہی اجرت ہوگی۔

(سوال): حدیث: ''حضور قلبی کے بغیر نماز نہیں۔'' کی کیا حیثیت ہے؟

(جواب): یہ روایت بے سند و بے بنیاد ہے۔

(سوال): حدیث: ''کتنے ہی قرآن کی تلاوت کرنے والے ہیں، جن پر قرآن لعنت کرتا ہے۔'' کی کیا حیثیت ہے؟

(جواب): یہ حدیث نہیں۔ اس کی سند معلوم نہیں۔

(سوال): حدیث: ''اگر موسیٰ اور عیسیٰ زندہ ہوتے، تو ان کے لیے میرے اتباع کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا۔'' کی حیثیت کیا ہے؟

(جواب): یہ حدیث نہیں ہے۔

(سوال): حدیث: ''جس نے اللہ کی رضا کے لیے سات سال اذان کہی، اس کے جہنم سے آزادی لکھ دی جاتی ہے۔'' کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

(جواب): یہ روایت سنن ترمذی (۲۰۶) اور سنن ابن ماجہ (۷۲۷) میں آتی ہے۔ اس کی سند سخت ضعیف ہے۔ جابر بن یزید جعفی متروک ہے۔

(سوال): حدیث: ''جس نے بارہ سال اذان کہی، اس پر جنت واجب ہوگئی۔'' کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

(جواب): یہ روایت سنن ابن ماجہ (۷۲۸) میں آتی ہے۔ یہ ضعیف و منکر روایت ہے۔ ابن جریج کی تدلیس ہے۔ ابن جریج نے جس کا واسطہ گرایا ہے، وہ مبہم و نامعلوم ہے۔

❁ امام ابو حاتم رحمہ اللہ نے اسے سخت منکر قرار دیا ہے۔

(علل الحديث لابن أبي حاتم: 366)

(سوال): حدیث: اَلْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ (انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھ رہے ہیں) کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

(جواب): یہ روایت مسند ابی یعلی (۳۴۲۵) اور حیاۃ الانبیاء للبیہقی (۱) وغیرہما میں آتی ہے۔ اس کی سند ضعیف ہے۔ الحجاج بن الاسود مجہول ہے۔

یاد رہے کہ الحجاج بن الاسود اور الحجاج الاسود میں فرق ہے۔ الحجاج الاسود سے مراد الحجاج بن ابی زیاد الاسود قسملی ہے، جو کہ ثقہ ہے، جبکہ الحجاج بن الاسود مجہول ہے، اسے ابن

ابی زیاد القسملی قرار دینا درست نہیں۔اس حدیث میں الحجاج کے شاگرد مستلم بن سعید ہیں، جو کہ الحجاج بن الاسود کے شاگرد ہیں، کسی نے الحجاج بن ابی زیاد کے تلامذہ میں مستلم بن سعید کو ذکر نہیں کیا۔ یہ بھی دلیل ہے کہ سند میں موجود الحجاج بن الاسود سے مراد ابن ابی زیاد نہیں ہے، نیز اس حدیث کی کسی سند میں الحجاج کو الحجاج بن ابی زیاد نہیں کہا گیا، بلکہ الحجاج بن الاسود ہی کہا گیا، واللہ اعلم!

سوال: حدیث: ''اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیائے کرام کے اجسام کو کھانا حرام کر دیا ہے۔'' کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: یہ روایت سیدنا اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے مرفوع مروی ہے:

(مسند الإمام أحمد : 8/4، سنن أبي داوٗد : 1047، 1531، سنن النّسائي : 1375، سنن ابن ماجه : 1085، 1636، فضل الصّلاة على النبيّ للقاضي إسماعيل : 22)

یہ روایت منکر (ضعیف) ہے۔اس سند میں عبدالرحمٰن بن یزید بن تمیم ہے، یہ ضعیف و منکر الحدیث ہے۔امام بخاری، امام ابوحاتم، امام ابوزرعہ اور امام ابن حبان رحمہم اللہ جیسے کبار ائمہ حدیث نے یہی کہا ہے۔اس کو عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر (ثقہ) قرار دینا خطا ہے۔

❀ اس حدیث کو امام ابوحاتم رحمہ اللہ نے ''منکر'' کہا ہے۔

(عِلَل الحديث لابن أبي حاتم : 529/2)

سوال: کیا سیدنا خضر علیہ السلام ہر سال بیت اللہ کا حج کرتے ہیں؟

جواب: سیدنا خضر علیہ السلام کے زندہ ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔ جب زندہ ہی نہیں، تو ہر سال حج کیسے کرتے ہیں؟

سوال: کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: کرسی پر نماز سے حتی المقدور بچنا چاہیے، یہ کوئی مستحسن عمل نہیں، ہاں! اگر

چارہ نہ ہو،تو جائز ہے،لیکن دیکھنے میں آیا ہے کہ ذرا سی تکلیف پر کرسی کا سہارا لیا جاتا ہے، جب کہ دکانوں اور گھروں میں کرسی کے بغیر ہی بیٹھے رہتے ہیں۔آج سے بیس پچیس سال قبل یہی بیماریاں اور یہی عذر موجود تھے،لیکن مسجدوں میں یہ حال نہ تھا،اب دیکھا دیکھی مساجد میں رواج چل گیا ہے۔ائمہ مساجد کو چاہئے کہ لوگوں کی اصلاح فرمائیں۔

ہاں بحالت مجبوری کرسی پر نماز درست ہے،تو کرسی صف کے درمیان ستون کے قائم مقام ہوگی،جس طرح دو ستونوں کے درمیان اضطراری حالت میں صف بنانا جائز ہے،اسی طرح صف کے درمیان کرسی رکھنا جائز ہوگا۔

سوال: کیا ہر روزے کے لیے نیت ضروری ہے؟

جواب: نیت ہر عمل کے لیے ہے،نیت دل کا عمل ہے۔

سوال: نماز کے لیے زبان سے نیت کا کیا حکم ہے؟

جواب: نیت دل کا وظیفہ ہے۔زبان سے نیت کرنا بدعت ہے۔

✿ علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ (۸٦۱ھ) لکھتے ہیں:

''بعض حفاظ نے فرمایا ہے کہ نبی کریم ﷺ سے کسی صحیح یا ضعیف سند سے ثابت نہیں کہ آپ ﷺ نے نماز شروع کرتے وقت فرمایا ہو: میں فلاں نماز پڑھتا ہوں۔ نہ ہی کسی صحابی یا تابعی سے ثابت ہے، بلکہ یہ ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے،تو اللہ اکبر کہتے،لہذا یہ (زبان سے نیت کرنا) بدعت ہے۔''

(فتح القدير : ١/٢٦٦-٢٦٧)

✿ علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ (۹۷۰ھ) لکھتے ہیں:

''تمام اہل علم کا اجماع ہے کہ اگر نمازی دل سے نیت کرے اور زبان سے نہ کرے، تو اس کے لیے ایسا کرنا جائز ہے، جیسا کہ کئی ایک سے ثابت ہے، نیز 'خانیۃ' میں بھی یہی لکھا ہے۔''

(البحر الرّائق شرح کنز الدّقائق : ۲۹۲/۱)

❁ شیخ الاسلام، علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

''متواتر روایات اور امت مسلمہ کے اجماع سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ اکبر کے ساتھ نماز شروع کرتے تھے۔ تکبیر سے قبل سری وجہری طور پر نیت کے الفاظ ادا کرنا کسی مسلمان سے ثابت نہیں، خود نبی کریم ﷺ سے یا کسی صحابی سے بھی ثابت نہیں کہ آپ نے کبھی ایسا کیا ہو یا اس کا حکم دیا ہو۔ یہ تو معلوم ہے کہ زبانی نیت کی کوئی حیثیت ہوتی تو اسے نقل کرنے پر بہت زیادہ اہتمام اور داعیہ ہوتا۔ اہل تواتر کو نہ شریعت نے اجازت دی ہے اور نہ ہی ایسا کوئی واقعہ ثابت آیا ہے کہ کسی متواتر کے نقل کو چھپا لیں، جب اسے کسی نے بھی نقل نہیں کیا، تو معلوم ہوا کہ اس کی کوئی حیثیت نہیں۔''

(مجموع الفتاویٰ : ۲۳۶/۲۲۔۲۳۷)

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) لکھتے ہیں:

''نیت کسی کام کے کرنے پر پختہ عزم کا نام ہے اور اس کا محل دل ہے۔ زبان سے اس کا تعلق نہیں۔ تب ہی تو نبی کریم ﷺ سے یا آپ کے صحابہ سے کسی بھی کام میں الفاظ سے نیت کرنا ثابت نہیں، بلکہ ہم آج تک اس کا ذکر ہی نہیں سنا۔ وضو اور نماز کے شروع میں جو الفاظ گھڑ لئے گئے ہیں، شیطان نے انہیں

وسوسے کا شکار لوگوں کے لیے میدان کارزار بنایا ہے۔ انہیں ثواب کی امید دلاتا ہے اور عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے اور اسے صحیح طور پر ادا کرنے کی طلب ڈال دیتا ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ ان وسوسات کا شکار آدمی ان الفاظ کو بار بار دہراتا ہے اور خود پر سختی کرتا ہے۔ جب کہ یہ نماز کا حصہ نہیں ہے۔ نیت کسی کام کے ارادے کو کہتے ہیں، کسی کام کا پختہ ارادہ کرنے والے کو ناوی (نیت کرنے والا) بھی کہتے ہیں۔ ارادے کو نیت سے جدا نہیں کیا جا سکتا، کیوں کہ ارادہ نیت کی حقیقت میں داخل ہے۔ جو وضو کے لیے بیٹھے، اس نے وضو کی نیت کی اور جو نماز کے لیے کھڑا ہوا، اس نے نماز کی نیت کی۔ کوئی عاقل آدمی کسی کام کو، چاہے وہ عبادات ہوں یا کوئی اور کام، بغیر نیت کے نہیں کر سکتا، لہٰذا نیت انسان کے مقصود افعال کے ساتھ لازم ہے۔ اس کے لیے کسی قسم کی مشقت یا حصول کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی اپنے اختیاری افعال میں نیت کو ختم کرنا بھی چاہے، تو نہیں کر سکتا۔ اگر اللہ تعالیٰ اسے نماز اور وضو بغیر نیت کے ادا کرنے کا مکلّف بناتا، تو یہ تکلیف مالا یطاق کی قبیل سے ہوتا، جو اس کے بس کی بات نہیں۔ اگر معاملہ ایسے ہے، تو حصول نیت کے لیے مشقت اٹھانے کی کیا ضرورت؟ اگر نیت کے ہونے میں شک گزرے، تو یہ جنون (پاگل پن) کی قسم ہے، کیوں کہ انسان کا اپنی حالت کو جاننا یقینی امر ہے۔ ایک عقل مند اپنے آپ کو شک میں کیسے ڈال سکتا ہے؟ مثلاً اگر کوئی امام کی اقتدا میں ظہر ادا کرنے لگے، تو وہ اس میں کیسے شک کر سکتا ہے؟ اس حالت میں اگر اسے کوئی کسی اور کام کے لیے بلائے، تو وہ کہے گا کہ میں مصروف ہوں اور نماز ظہر پڑھنے لگا ہوں۔ اگر کوئی

اسے نماز کی طرف جاتے ہوئے پوچھے، کہاں جا رہے ہو؟ تو کہے گا کہ میں با جماعت نماز پڑھنے جا رہا ہوں۔ جانتے بوجھتے ایک عقل مند خود کو شک میں کیسے ڈال سکتا ہے؟''

(إغاثة اللّهفان في مصايد الشّيطان: ١/١٣٦-١٣٧)

۞ نیز فرماتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوئے، تو اللہ اکبر کہا۔ اس سے قبل کچھ نہیں کہا، نہ کبھی الفاظ سے نیت کی۔ نہ ہی یہ کہا کہ میں اللہ کے لیے چار رکعات نماز فلاں، رو بقبلہ ہو کر بہ طور امام یا مقتدی ادا یا قضاء، فلاں وقت ادا کرتا ہوں۔ یہ دس بدعات ہیں۔ ان میں ایک لفظ بھی کسی نے صحیح، ضعیف، متصل یا مرسل سند کے ساتھ نقل نہیں کیا، بلکہ کسی محدث سے بھی ایسا ثابت نہیں ہے۔ کسی تابعی نے اسے مستحسن سمجھا، نہ ائمہ اربعہ نے۔ بعض متاخرین سے امام شافعی رحمہ اللہ کے قول کو سمجھنے میں خطا ہوئی کہ انہوں نے نماز کی بابت فرمایا: 'یہ روزے کی طرح نہیں ہے، ہر کوئی اس میں ذکر کے ساتھ ہی داخل ہوتا ہے۔' اس نے سمجھ لیا کہ ذکر سے مراد تلفظ کے ساتھ نیت کرنا ہے، حالاں کہ امام شافعی رحمہ اللہ کی مراد تو تکبیر تحریمہ ہے۔ بھلا امام شافعی رحمہ اللہ اس کام کو مستحب کیوں کر کہہ سکتے ہیں، جسے نبی کریم ﷺ، کسی خلیفہ راشد یا صحابی نے کسی ایک نماز میں بھی نہ کیا ہو۔ ان کی ہدایات اور سوانح حیات موجود ہے، اگر کوئی ہمیں اس سلسلہ سے ایک حرف بھی ثابت کر دے، ہم اسے قبول کریں گے اور اس کے سامنے سر تسلیم خم کر لیں گے، کیوں کہ ان کی ہدایت سے کامل کوئی ہدایت

نہیں ہوسکتی اور سنت وہی ہے، جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صاحب شریعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کریں۔''

(زاد المعاد في هدي خير العباد : ١٩٤/١)

۞ علامہ شرنبلالی رحمہ اللہ (١٠٦٩ھ) لکھتے ہیں:

''ہمارے مشائخ میں سے جنہوں نے کہا ہے کہ الفاظ سے نیت کرنا سنت ہے، ان کی مراد سنت نبوی نہیں، بلکہ بعض مشائخ کا طریقہ مراد ہے، جو انہوں نے تابعین کے دور کے بعد زمانہ مختلف ہو جانے اور دل پر مشغولیت بڑھ جانے کی وجہ سے جاری کر دیا تھا۔''

(مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، ص ٨٤)

۞ ملا علی قاری رحمہ اللہ (١٠١٤ھ) نقل کرتے ہیں:

''ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ نے بڑی عجیب بات کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کی نیت الفاظ سے کی، لہٰذا ہم نے اسے تمام عبادات پر قیاس کر لیا۔

ہم کہتے ہیں کہ......کسی روایت میں نہیں آیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ میں حج کی نیت کرتا ہوں، بلکہ یہ آیا ہے کہ اللہ! میں حج کا ارادہ کرتا ہوں۔ یہ تو دعا ہے۔ خبر نیت کے قائم مقام تب ہوگی، جب اسے انشا بنایا جائے، جو کہ عقد (لین دین) میں ہوتا ہے، نیز عقد انشائی غیر معلوم چیز ہے۔ اس احتمال کے باوجود بھی استدلال درست نہیں اور اسے مقیس علیہ بنانا صحیح نہیں، بلکہ محال ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ الفاظ سے نیت کے عدم ورود سے اس کا عدم لازم نہیں آتا۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ بات غلط ہے، جب تک ورود (ثبوت) نہ ہو، تب تک

عدم وقوع ہی لازم آئے گا۔ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نماز کے لیے کھڑے ہوتے، تو اللہ اکبر کہتے تھے، اگر آپ کوئی اور الفاظ بولتے، تو صحابہ کرام اسے نقل کر دیتے، نیز مسیء الصلوٰۃ سے آپ ﷺ نے فرمایا تھا: جب آپ نماز پڑھنے لگیں، تو اللہ اکبر کہیں ......۔ یہ دلیل ہے کہ نیت کے الفاظ کی کوئی حیثیت نہیں۔ امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے امام بخاری رحمہ اللہ سے پوچھا: آپ تکبیر تحریمہ سے پہلے کچھ پڑھتے ہیں؟ فرمایا: نہیں۔''

(مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح : ٤٢/١)

❁ علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (۱۳۰۴ھ) لکھتے ہیں:

''یہاں تین صورتیں بنتی ہیں:

① صرف دل کی نیت پر اکتفا کر لینا، اتفاق ہے کہ یہ کافی ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے یہی طریقہ مروی ہے۔ نیز ان میں کسی سے بھی یہ کہنا ثابت نہیں کہ میں نے فلاں نماز کی فلاں وقت میں نیت کی یا نیت کرتا ہوں، وغیرہ۔ ابن ہمام نے فتح القدیر میں اور علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے زاد المعاد میں یہ بات واضح کر دی ہے۔

② صرف الفاظ سے نیت کرنا، دل کا ارادہ وقصد نہ ہو، یہ بالاتفاق ناکافی ہے۔

③ دونوں کو جمع کرنا، تحفۃ الملوک کے مطابق یہ سنت ہے، جو کہ درست نہیں اور 'المنیۃ' کے مطابق یہ مستحب ہے، یعنی علما کا فعل ہے اور انہوں نے اسے مستحب کہا ہے، ایسا نہیں کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا عمل تھا یا آپ نے اس کی ترغیب دلائی تھی، کیوں کہ یہ بالکل ثابت نہیں۔ احناف نے اسے مستحب اور مستحسن

کہنے کی علت یہ بتائی ہے کہ اس سے دل وزبان کی موافقت اور ایک فرض کے لیے اہتمام ہو جاتا ہے۔''

(عمدة الرّعاية في حلّ شرح الوقاية : ١٣٩/١)

سوال: افطار میں تاخیر کا کیا حکم ہے؟

جواب: روزہ جلدی افطار کرنا انبیا کی سنت اور اہل سنت کا شعار ہے۔ احادیث متواترہ اور اجماع امت اس پر دلالت کناں ہیں اور اسی میں امت کی خیر پنہاں ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ﴾(البقرة : ١٨٧)

''روزہ رات تک مکمل کرو۔''

پوری امت کا اجماع ہے کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ جوں ہی سورج غروب ہو، روزہ افطار کر دیا جائے۔ احادیث صحیحہ اس کی تائید کرتی ہیں۔

❁ بشیر ابن الخصاصیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''روزہ ایسے رکھیں، جیسے اللہ نے حکم دیا ہے اور روزہ رات تک مکمل کریں، جوں ہی رات داخل ہو، افطار کر لیں۔''

(مسند الإمام أحمد : 225/5، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب اس (مغرب کی) طرف سے رات نمودار ہو جائے، اس (مشرق کی) طرف سے دن ختم ہو جائے اور سورج غروب ہو جائے، تو روزے دار کی افطاری کا وقت ہو جاتا ہے۔''

(صحيح البخاري : 1954 ، صحيح مسلم : 1100)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے افطار کیے بغیر مغرب کی نماز پڑھائی ہو، چاہے پانی کے ایک گھونٹ پر ہی افطار کر لیں۔''

(صحيح ابن حبان : 3504 ، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ہم انبیا کو حکم دیا گیا کہ ہم سحری میں تاخیر کریں اور افطاری میں جلدی کریں، نیز (حکم دیا گیا کہ) ہم نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر باندھیں۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني :11/199 ، وسندهٗ صحيحٌ)

امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۷۷۰) نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(تنوير الحوالك :1/133)

❁ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''لوگ اس وقت تک خیر پر رہیں گے، جب تک افطار میں جلدی کریں گے۔''

(صحيح البخاري : 1957 ، صحيح مسلم : 1098)

❁ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

''اس حدیث کا ظاہر یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اشارہ کیا ہے کہ (دنیوی واخروی) معاملات کی بربادی کا سبب جلد افطار کرنے کی سنت کو بدلنا ہے۔ نیز افطاری میں تاخیر اور اس حوالے سے سنت کی مخالفت کرنا، جانتے بوجھتے امور (دین ودنیا) کو برباد کرنے کے مترادف ہے۔''

(إكمال العلم بشرح صحيح مسلم : 34/4)

❁ علامہ تورپشتی رحمہ اللہ (٦٦١ھ) لکھتے ہیں:

''روزہ جلدی افطار کرنے میں یہود ونصاریٰ کی مخالفت ہے، یہ ستاروں کے طلوع ہونے پر افطار کرتے تھے، پھر یہ ہماری امت میں اہل بدعت کا شعار بن چکا ہے، یہ ان کی نشانی ہے، حالانکہ اس عمل پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم راضی نہیں تھے۔''

(المُيَسَّر في شرح مصابيح السّنّة : 463/2، المِرقاة للملا علي : 1381/4)

❁ علامہ ابن دقیق العید رحمہ اللہ (٧٠٢ھ) فرماتے ہیں:

''غروب شمس کے یقین ہو جانے کے فورا بعد افطار کرنا بالاتفاق مستحب ہے، اس کی دلیل یہ حدیث ہے۔ نیز اس میں شیعہ کا رد ہے کہ جو افطار میں تاخیر کرتے ہیں اور ستاروں کے طلوع ہونے کا انتظار کرتے رہتے ہیں۔ شاید لوگوں کے خیر پر رہنے کا سبب جلدی افطار کرنا ہے، کیونکہ اگر وہ افطار تاخیر سے کریں گے، تو خلاف سنت عمل کے مرتکب ٹھہریں گے اور خیر پر تب تک رہیں گے، جب تک سنت پر عمل پیرا رہیں گے۔''

(إحكام الأحكام شرح عمدة الأحكام : 26/2)

❁ علامہ زیلعی رحمہ اللہ (٧٤٣ھ) لکھتے ہیں:

''اس حدیث میں شیعہ کا رد ہے، جو ستاروں کے طلوع ہونے تک افطاری میں تاخیر کرتے ہیں، کیونکہ یہ تاخیر خلافت سنت ہے۔''

(تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق :343/1)

❁ علامہ ابن ملقن رحمہ اللہ (٨٠٤ھ) لکھتے ہیں:

''روزہ جلدی افطار کرنے میں شیعہ کا رد ہے، جو افطاری کو ستاروں کے طلوع

ہونے تک مؤخر کرتے ہیں۔''

(التّوضيح لشرح الجامع الصّحيح : 400/13)

❀ ان تمام احادیث کے متعلق حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:
''یہ احادیث متواتر اور''صحیح''ہیں۔''

(الاستذكار : 345/3)

❀ علامہ ابن رشد قرطبی (۵۹۵ھ) لکھتے ہیں:
''فقہا کا اجماع واتفاق ہے کہ سحری میں تاخیر اور افطار میں جلدی کرنا روزے کی سنن میں شامل ہے۔''

(بداية المجتهد ونهاية المقتصد :404/1)

علامہ ابن الاثیر رحمہ اللہ (۶۰۶ھ) فرماتے ہیں:
''افطار میں جلدی کرنا بالاتفاق سنت ہے۔''

(الشافي في شرح مسند الشافعي : 198/3)

❀ امام ابو جمرہ ضبعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:
''آپ رحمہ اللہ (عالم اہل بیت) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ہمراہ رمضان میں افطاری کیا کرتے تھے۔ جب شام ہوتی، تو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنے سوتیلے بیٹے کو بھیجتے کہ وہ گھر کی چھت پر چڑھے۔ جوں ہی سورج غروب ہوتا، وہ خبر دیتا، تو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کھانا شروع کر دیتے، ہم بھی کھانے لگ جاتے، کھانے سے فارغ ہوتے، تو اقامت کہی جاتی، آپ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوتے اور نماز پڑھاتے، ہم بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھتے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 12/3، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: کیا ایام تشریق اور عید الفطر میں کچھ نہ کچھ کھانا ضروری ہے؟

جواب: ان ایام میں روزہ رکھنا ممنوع ہے۔ البتہ کھانا پینا ضروری نہیں۔

سوال: اولیاء اللہ کون ہیں؟

جواب: سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اولیاء اللہ کون ہیں؟، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلَّذِينَ إِذَا رُؤُوا ذُكِرَ اللّٰهُ .

''جنہیں دیکھ کر اللہ یاد آ جائے۔''

(الزّهد والرقائق لابن المبارك : 218، تفسير ابن أبي حاتم : 10455، السنن الكبرى للنّسائي :11171، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: کیا آسمانوں اور زمین کی کنجیاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہیں؟

جواب: نہیں، یہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔

سوال: اللہ کی کرسی سے مراد کیا ہے؟

جواب: العظمۃ لابی الشیخ (۵۵۲/۲، وسندہ حسن) میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ کرسی سے مراد موضع القدمین ہے۔ کئی اسلاف کی یہی تفسیر ہے۔ یا کرسی سے مراد حقیقی کرسی ہے، جس کی کیفیت اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

کرسی کی تاویل علم، قدرت، عرش عظیم، عرش اور ساتویں آسمان کے دربان سے کرنا درست نہیں، اسلاف امت سے ثابت نہیں۔

سوال: کشف کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب: مشاہدہ، مخاطبہ اور مکاشفہ کرامات ہیں، اللہ تعالیٰ کرامت کے طور پر اپنے

بعض اولیاء پر کوئی چیز کشف (ظاہر) کر دیتا ہے۔ یہ برحق ہے۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو کشف ہوا۔

(دلائل النّبوة للبيهقي : 370/6، وسنده حسنٌ)

محمد بن عجلان رحمہ اللہ نے اپنے استاذ ایاس بن معاویہ بن قرہ سے سماع کی تصریح کر رکھی ہے۔ بعض اہل علم کو یہ وہم ہوا کہ ایاس بن معاویہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا شاگرد ہے، لہٰذا سند منقطع ہے، جبکہ ایسا نہیں ہے، کیوں کہ ایاس بن معاویہ رحمہ اللہ نافع رحمہ اللہ کے شاگردوں میں ہے، نہ کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے۔ لہٰذا سند متصل ہے۔

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس سند کو ''حسن'' اور ''جید'' کہا ہے۔

(البداية والنّهاية : 131/7)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

(الإصابة في تمييز الصحابة : 5/3)

یاد رہے کہ کشف و کرامت پر اولیاء کا اختیار نہیں ہوتا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتے ہیں، انہیں عمومی دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔

نیز اہل باطل جن مکاشفات و کرامات کا دعویٰ کرتے ہیں، وہ استدراجات ہیں۔

(سوال): کیا صفات باری تعالیٰ والی آیات متشابہات ہیں؟

(جواب): آیات صفات کو متشابہات قرار دینا الحاد ہے۔ آیات صفات کو متشابہات قرار دینا حقیقت میں مفوضہ کا مذہب ہے۔ وہ صفات والی نصوص کو متشابہ کہتے ہیں، ان کی مراد ہوتی ہے کہ صفات باری تعالیٰ اور اسمائے حسنیٰ کا معنی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ سلف صالحین اور ائمہ اہل حدیث اس سے بری تھے۔ وہ ان کی کیفیت کا علم اللہ کے سپرد کرتے تھے، وہ استواء علی العرش، نزول وغیرہ کے معانی سے واقف تھے۔ صفات والی آیات کو

متشابہات قرار دینا، توحید سے روگردانی ہے اور سلف صالحین کی مخالفت ہے۔ سلف کی مخالفت میں کوئی عقیدہ معتبر نہیں۔ توحید والی آیات کو متشابہات قرار دے کر قدریہ، جبریہ، جہمیہ، اشاعرہ، ماتریدہ، رافضیہ، مفوضہ اور خوارج نے خوب فائدہ اٹھایا ہے۔ یوں بہت ساری آیات بینات کو مہمل (بے معنی) بنا کر معطلہ بن گئے۔ ہر صاحب علم جانتا ہے کہ صفات باری تعالیٰ عقیدہ توحید کی اساس ہیں اور محکم آیات سے ثابت ہیں۔

سوال: ﴿يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ﴾ کا مطلب کیا ہے؟

جواب: یہ آیت حقیقی معنی پر محمول ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کا ہاتھ مراد ہے، جیسا کہ اس کے شایان شان ہے۔ ہمارے ہاتھ ہمارے اعضا ہیں، اللہ تعالیٰ کا ہاتھ اس کی صفت ہے۔ اس صفت پر ایمان ضروری ہے، اس کی کیفیت معلوم نہیں۔

سوال: روایت: ''(اے نبی!) اگر آپ نہ ہوتے، تو میں اپنی ربوبیت ظاہر نہ کرتا۔'' کی کیا حیثیت ہے؟

جواب: یہ بے سند جھوٹی روایت ہے۔

سوال: کیا موت اور حیات کا وجود ہے؟

جواب: جی ہاں، ان دونوں کا وجود ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ﴾ (الملك: ٢)

''اس نے موت اور حیات کو پیدا کیا۔''

❁ قیامت کے دن موت کو ایک مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا۔

(صحيح البخاري: 4730، صحيح مسلم: 2849)

(سوال): تراویح میں تکمیل قرآن کے موقع پر دوبارہ ﴿الْمُفْلِحُونَ﴾ تک پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب): بے دلیل ہے۔

(سوال): ایک رکعت میں سورت اخلاص تین بار پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب): جائز ہے۔

(سوال): کیا سورت اخلاص ثلث قرآن ہے؟

(جواب): سورت اخلاص تہائی قرآن کے برابر ہے۔ (صحیح مسلم: ۸۱۱) مطلب کہ اس کا ثواب ایک تہائی قرآن کے برابر ہے، ایسا نہیں کہ یہ سورت ایک تہائی قرآن سے کفایت بھی کرے گی۔

(سوال): کیا سورت کافرون چوتھائی قرآن کے برابر ہے؟

(جواب): ثابت نہیں۔

(سوال): تین بار سورت اخلاص پڑھی، کیا ہر بار بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا ہوگا؟

(جواب): جی ہاں، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہر سورت کا حصہ ہے، سوائے سورت توبہ کے۔ ایک سورت کو جتنی بھی بار پڑھا جائے، اس کے شروع میں ہر بار بسم اللہ پڑھنی ہوگی۔

(سوال): ﴿سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي﴾ سے کیا مراد ہے؟

(جواب): سورت فاتحہ۔ (بخاری: ۴۷۰۴)

(سوال): قبرستان میں اونچی آواز سے قرآن کریم پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب): قبرستان میں قرآن کریم کی تلاوت ممنوع ہے۔ (مسلم: ۷۸۰)۔

اس بارے میں مروی تمام روایات ضعیف و غیر ثابت ہیں۔

سوال: دفن کے بعد قبر پر اذان کا کیا حکم ہے؟

جواب: دفن کے بعد قبر پر اذان کہنا بدعت ہے، احادیث میں اس کی اصل نہیں اور نہ صحابہ کرام، تابعین عظام، ائمہ دین اور سلف صالحین کے زمانہ ہی میں اس کا وجود ملتا ہے۔

اگر یہ نیکی کا کام ہوتا یا میت کے لئے نفع مند ہوتا تو صحابہ ضرور ایسا کرتے، کیونکہ وہ سب سے بڑھ کر قرآن وسنت کے معانی، مفاہیم ومطالب اور تقاضوں کو سمجھتے اور ان کے مطابق اپنی زندگیاں گزارتے تھے۔

ائمہ اربعہ سے بھی اس کا جواز یا استحباب منقول نہیں، احناف کی امہات الکتب میں تو اس کا ذکر ہی نہیں ملتا البتہ بعض حنفی علماء نے اس کے عدم جواز کا فتوی دیا ہے اور اس کے بدعت ہونے پر صراحت کی ہے۔

۞ علامہ ابن عابدین شامی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''میت کو قبر میں داخل کرتے وقت مروّج اذان سنت نہیں، حافظ ابن حجر مکی نے اس کے بدعت ہونے کی صراحت کی ہے اور فرمایا ہے کہ جس نے اسے بچے کے کان میں اذان دینے پر قیاس کرتے ہوئے اسے سنت سمجھا، تاکہ خاتمہ ابتدا سے مماثلت اختیار کر جائے، وہ درستی کو نہیں پہنچا۔''

(فتاویٰ شامی:2/235)

سوال: کیا خانہ کعبہ جنت میں جائے گا؟

جواب: خانہ کعبہ یا کسی مسجد کے جنت میں جانے پر کوئی دلیل معلوم نہیں۔

سوال: کیا سیدنا سلیمان علیہ السلام کے عصا کو دیمک لگ جانا ثابت ہے؟

جواب: جی ہاں، سیدنا سلیمان علیہ السلام کے عصا کو دیمک لگی۔ (سورت سبأ:۱۴)

سوال: کیا حیوانات بھی بولتے ہیں؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: کیا ہر شے اللہ کی تسبیح کرتی ہے؟

جواب: جی ہاں، ہر شے محو صلاۃ و تسبیح ہے۔ (سورت نور:۴۱)

سوال: کیا یہ بات صحیح ہے کہ حیوان جب اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنا چھوڑ دیں، تو ان کی موت آجاتی ہے؟

جواب: بے دلیل بات ہے۔

سوال: لفظ ''اللہ'' مفرد ہے یا مرکب؟

جواب: لفظ ''اللہ'' مفرد ہے۔

سوال: روافض کی تفسیری کتب کا مطالعہ کرنا کیسا ہے؟

جواب: روافض جھوٹے ہیں، ان کے مذہب کی بنیاد جھوٹ پر ہے۔ یہ قرآن کو محرف مانتے ہیں۔ متواتر احادیث کا انکار کر دیتے ہیں، مسلمانوں کے اجماعی و اتفاقی مسائل کی مخالفت کرتے ہیں۔ ان تمام تر خرافات کے ہوتے ہوئے روافض قرآن کی صحیح تفسیر اور مراد کیسے بیان کر سکتے ہیں؟ اس لیے روافض کی تفسیری کتب کا مطالعہ جائز نہیں۔

سوال: کیا صحیح بخاری کی تمام روایات صحیح ہیں؟

جواب: صحیح بخاری کی تمام مرفوع اور متصل احادیث صحیح ہیں۔

سوال: کیا امام بخاری رحمہ اللہ پیدائشی طور پر نابینا تھے؟

جواب: باسند صحیح ثابت نہیں۔